ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

# "مسجدِ قرطبہ" کا اسلوبیاتی مطالعہ

# A Stylistic Analysis of Masjid-e-Qartaba

*فریحہ بخاری پی۔ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد
**پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الحسن شعبہ اُردو۔اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

***Abstract**:*

*Stylistics has long been known as the linguistic study of texts.The latest definition of Stylistics, however is updated to the study of not only the linguistic components of a text but also as to how the words convey the meanings.Foregrounding is one of the major concepts associated with Stylistics.Foregrounding is actually the technique, a writer or a poet implies to consciously distort the normal language patterns so as to draw readers'attention and evolve the "style" particular to him.The long poem 'Masjid e Qartaba by Iqbal is an all time favourite of Urdu critics and now stylisticians.In this paper,I've tried to get at how Iqbal's style evolves out of making and breaking the norms of language patterns.In other words,how he has implied the linguistic parallelism and linguistic deviation so as to make it an all time master-piece of Urdu poetry.*

***Key-words:*** *Iqbal,Iqbaliyat, Stylistics , linguistics,fore-grounding, linguistic parallelism, linguistic deviation, literary norm,Masjid e Qartaba, Cordova Mosque, Urdu poem, urdu critcism, urdupoetry.*

**کلیدی الفاظ:** اقبال، اقبالیات، اسلوبیات لسانیات، فور گراؤنڈنگ، لسانی متوازیت، لسانی انحراف، ادبی نارم، مسجدِ قرطبہ، اُردو نظم، اُردو تنقید، اُردو شاعری۔

اقبال کی نظم "مسجدِ قرطبہ" ان کے تیسرے شعری مجموعے "بالِ جبریل" میں شامل ہے۔(۱) نظم مثنوی کی ہیئت میں ہے اور اس کے کُل اشعار چونسٹھ(64)اشعار ہیں۔(۲) نظم ہسپانیہ کی سرزمین بالخصوص قرطبہ میں لکھی گئی۔(۳) بیسویں صدی کی اُردو غزل اور نظم کے نمائندہ اسالیب میں، اُسلوبِ اقبال سے زیادہ شاید ہی کسی اور اسلوب نے اُردو زبان و ادب کو اس قدر متاثر کیا ہو۔ لہٰذا اسلوبیات کی رُو سے نظمِ اقبال کا سائنسی مطالعہ نہ صرف دلچسپ بلکہ اہم تر ہے۔ مزید براں کلامِ اقبال کو چونکہ قبول خاص و عام حاصل ہوا ہے۔ یعنی اس کا ابلاغ اس قدر زور آور ہے کہ لفظیات اقبال کے جلی و خفی معانی سے نابلد عوام تک بھی فکرِ اقبال کی رسائی ہوئی ہے، لہٰذا اس کا لغوی۔ معنیاتی مطالعہ بھی از بس ضروری ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا بے محل نہ ہو گا کہ اکیسویں صدی میں اسلوبیات محض اسلوب کے سائنسی مطالعے ہی کا نام نہیں رہی بلکہ یہ اس بات سے بھی متعلق ہو چکی ہے کہ لفظ سے معانی کا ادراک اور ترسیل کیونکر ممکن ہے؟(۴)

اب آتے ہیں موضوعِ گفتگو پر یعنی "مسجدِ قرطبہ کا اسلوبیاتی مطالعہ" ۔۔۔۔۔!جوفری این لیچ کے مطابق کسی بھی اسلوب کا سائنسی مطالعہ دراصل ان لسانی خصائص کا مطالعہ ہے جو اس شاعر یا تخلیق کار کے ہاں لسانی انتخاب و انحراف کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوتے ہیں اور جنھیں وہ لسانی انحراف اور لسانی متوازیت کے نام سے موسوم کرتا ہے۔(۵)

فور گراؤنڈنگ یا تو غیر متوقع، ابنارمل بے قاعدگی (لسانی انحراف) کے طور پر سامنے آتی ہے یا غیر متوقع، ابنارمل باقاعدگی (لسانی متوازیت) کے طور پر!!!(۶)

لسانی انتخاب و انحراف اور لسانی متوازیت کے ذریعے کوئی مصنّف یا شاعر کس طرح اپنی تخلیق کے نارمل حصّوں کو ابنارمل بناتا ہے۔ اور کس طرح وہ اپنی تخلیق میں ایسے لسانی خصائص اور امتیازات پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، جو محض اُس ہی کا خاصہ قرار پاتے ہیں جن کی بنیاد پر اُس کو دیگر تخلیق کاروں سے اسلوبیاتی امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔ بالفاظِ دِگر یہ کہ لسانی انحراف و انتخاب اور متوازیت کس طرح کسی تخلیق کار کو صاحبِ اُسلوب بناڈالتا ہے، آیئے دیکھتے ہیں۔

ہم نظم، "مسجدِ قرطبہ" کے حوالے سے اسلوبِ اقبال کے ان لسانی خصائص کا تفصیلاً جائزہ لینے کی کوشش کریں گے جو لسانی انتخاب و انحراف اور لسانی متوازیت کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوئے اور جنھیں "فور گراؤنڈنگ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پہلے ہم لسانی متوازیت کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔

لسانی متوازیت ایک لسانی عمل ہے۔ یہ مختلف لسانی ساختوں کے درمیان تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ لسانی متوازیت میں ساتھ ساتھ رکھی گئی ساختوں اور افکار میں کوئی نہ کوئی تعلق یا ربط پایا جاتا ہے۔ تکرار، صنعتِ تضاد، مترادفات یا پھر اور دیگر شکلوں میں متن کے دو ٹکڑوں کا ایک جیسا ہونا اس ربط و تعلق کا باعث ہو سکتا ہے۔

"لسانی متوازیت، شعری زبان کا سب سے کارآمد اور لچکدار پہلو ہے۔"(۷)

قواعد کی رُو سے متوازیت سے مراد کسی جملے یا عبارت میں ایسی لسانی ساختوں کی تکرار ہے جن کی قواعدی ساخت ایک جیسی ہو۔ ادب اور شعر میں لسانی متوازیت سے مراد ایسی لسانی ساختوں کی تکرار ہے، جو ایک دوسرے کو صوتی، صرفی، نحوی، معنیاتی، قواعدی غرضیکہ کسی بھی حوالے سے متوازن کر رہی ہوں۔ لسانی متوازیت کی حامل یہ ساختیں، زبان کا آہنگ دوبالا کرتی ہیں، کسی خیال کو شدومد سے بیان کرتی ہیں یا پھر کسی قسم کا تقابل پیش کرتی ہیں۔ لسانی متوازیت، فن پارے کو مربوط نامیاتی اکائی بناتی ہے۔ قواعدی طور پر مماثلت پیدا کر کے با آسانی لسانی متوزیت حاصل کی جاسکتی ہے تاہم شاعری میں لسانی متوازیت صوتی، صرفی، نحوی، لغوی، معنیاتی ہر سطح پر بھی دیکھی جاسکتی ہے۔(۸)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

لسانی متوازیت محض ایک میکانکی تکرار نہیں ہے بلکہ لیچ کے مطابق کسی بھی تکراری ساخت کی گردان میں اتنی جاذبیت ہوتی ہے کہ سامعین کی توجہ کو اپنی گرفت میں لے لے۔(۹) ہر لسانی تکرار دو لسانی ٹکڑوں کے درمیان متوازیت یا توازن کا تعلق ظاہر کرتی ہے۔ لسانی تکرار کے اندر اتنی قوت ہے کہ یہ متن کو فور گراؤنڈ کر سکے کیونکہ لسانی متوازیت قارئین کو دعوت دیتی ہے کہ وہ تکرار کی گئی ساختوں کے درمیان تعلق دریافت کرے۔ چنانچہ فور گراؤنڈنگ محض لسانی انحراف ہی سے نہیں بلکہ لسانی متوازیت اور تکرار سے بھی حاصل ہوتی ہے۔

"ادبی فن پارے کی لسانیاتی توضیح کی تیسری جہت فور گراؤنڈنگ کا اتّصال ہے۔ اس سے لیچ یہ مراد لیتا ہے کہ ادبی متن میں پائی جانے والی مختلف النّوع انحرافی شکلوں میں کس طرح، کا باہمی ربط و اتصال قائم کیا جا سکتا ہے اور کس طرح اندرونِ متن انھیں پیٹرن کی شکل دی جا سکتی ہے۔" (۱۰)

نظم "مسجدِ قرطبہ" کے ایک ایک مصرعے میں لسانی متوازیت، تمام تر لسانی سطحوں پر عام نظر آتی ہے بلکہ ابتدائی، اخیری اور دوہری متوازیت بھی برابر کام کرتی نظر آتی ہے۔

سلسلۂ روز و شب، نقش گرِ حادثات

سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات

سلسلۂ روز و شب، تارِ حریر و دو رنگ

جس سے بناتی ہے ذات، اپنی قبائے صفات

سلسلۂ روز و شب، سازِ ازل کی فُغاں

جس سے دکھاتی ہے، ذات زیر و بمِ ممکنات

تجھ کو پرکھتا ہے یہ، مجھ کو پرکھتا ہے یہ

سلسلۂ روز و شب، صیرفیٔ کائنات

مسجدِ قرطبہ کے ان ابتدائی اشعار میں "سلسلہ روز و شب" کی لسانی تکرار سے ابتدائی متوازیت پیدا کی گئی ہے۔ قوافی، حادثات / حیات / ممات / ذات / صفات / ممکنات / کائنات کی صوتی تکرار سے صوتی متوازیت اور مجرّد، مجسمّ اسماء کی تکرار سے۔ لغوی۔ معنیاتی متوازیت پیدا ہوئی ہے۔ مزید براں مندرجہ بالا اشعار میں کئی ٹکڑوں کے نحوی طور پر متوازی ہونے کی وجہ سے ان اشعار میں نحوی متوازیت بھی صاف دیکھی جا سکتی ہے۔ مثلاً:

جس سے بناتی ہے ذات

(اہم ضمیر + حرف + فعل + فعل ناقص + اسم)

اور

جس سے دکھاتی ہے ذات

(اسم ضمیر + حرف + فعل + فعل ناقص + اسم)

نحوی طور پر متوازی ساختیں ہیں۔ اسی طرح چوتھے شعر کے دو ٹکڑے،

تجھ کو پرکھتا ہے یہ:

(اسم ضمیر + حرف + فعل + فعل ناقص + حرف)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اور

مجھ کو پرکھتا ہے یہ

(اسم ضمیر + حرف + فعل ناقص + حرف)

نحوی طور پر متوازی ساختیں ہیں۔ بعینہ پانچویں شعر کی چاروں ساختیں نحوی طور پر متوازی ہیں۔

تو ہوا گر کم عیار، میں ہوں اگر کم عیار

(اسم ضمیر + فعل ناقص + حرف + اسم صفت)، (اسم ضمیر + فعل ناقص + حرف + اسم صفت)

موت ہے تیری برات ، موت ہے میری برات

اسم + فعل ناقص + اسم ضمیر + اسم)، (اسم + فعل ناقص + اسم ضمیر + اسم)

نظم میں نحوی متوازیت کی حامل ساختیں اور بھی کئی ایک ہیں۔۔۔۔۔

کارِ جہاں بے ثبات ، کارِ جہاں بے ثبات

اوّل و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا

عشق دمِ جبرئیلؑ، عشق دلِ مصطفیٰؐ

عشق خدا کا رسولؐ، عشق خدا کا کلام

عشق ہے صہبائے خام ، عشق ہے کاس الکرام

عشق فقیہ حرم ، عشق امیر جنود

عشق سے نورِ حیات ، عشق سے نارِ حیات

رنگ ہو یا خشت و سنگ ، چنگ ہو یا حرف و صوت

تیری فضا دل فروز ، میری نوا سینہ سوز

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

تجھ سے دلوں کا حضور ، مجھ سے دلوں کی کشود

دل میں صلوٰۃ و درود ، لب پہ صلوٰۃ و درود

شوق مری لَے میں ہے ، شوق مری نَے میں ہے

وہ بھی جلیل و جمیل ، تُو بھی جلیل و جمیل

رنگ ہو یا خشت و سنگ ، چنگ ہو یا حرف و صوت

اس کی زمیں بے حدود ، اس کا اُفق بے ثغور

اُس کے زمانے عجیب ، اس کے فسانے عجیب

ساقیٔ اربابِ ذوق ، فارسِ میدانِ شوق

بادہ ہے اس کا رحیق ، تیغ ہے اس کی اصیل

مردِ سپاہی ہے وہ ، اس کی زِرہ لاالہ

سایۂ شمشیر میں ، اس کی پنہ لا الہ

اس کے دنوں کی تپش ، اس کی شبوں کا گداز

اس کا سرور ، اس کا شوق ، اس کا ناز ، اس کا نیاز

اس کی ادا دل فریب ، اس کی نگہ دل نواز

نرم ، دمِ گفتگو ، گرم دمِ جستجو

عقل کی منزل ہے وہ ، عشق کا حاصل ہے وہ

حلقۂ احباب میں گرمیٔ محفل ہے وہ

کعبۂ اربابِ فن ، سطوتِ دینِ مبیں

کون سی وادی میں ہے ، کون سی منزل میں ہے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

نظم میں لسانی متوازیت کئی اور لسانی سطحوں پر بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ نحوی متوازیت (جس کا ابھی ذکر ہوا) کے علاوہ نظم میں صوتی، صرفی اور لغوی۔ معنیاتی متوازیت بھی برابر کام کرتی نظر آتی ہے۔

مسجد قرطبہ میں قوافی کی ایک بڑی کھیپ برتی گئی ہے اور اس سے صوتی متوازیت پیدا کی گئی ہے، جو لسانی متوازیت کی دیگر تمام صورتوں سے زیادہ سماعت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ قوافی سطروں کے نحوی دروبست میں بھی جڑے ہوئی دکھائی دیتے ہیں۔ جدید اسلوبیات کے زیر اثر، جدید معنیاتی مطالعوں میں قافیہ پیمائی کو معنیاتی اور جمالیاتی طور پر دیکھا گیا ہے جس کے نتیجے میں یہ نظم کا ایک اہم جزو قرار پائی ہے۔ عمودی سطح پر، قافیہ، شعر یا مصرعے، بند یا نظم کی تخلیق میں کسی بھی اور سیمینٹیم (semanteme) کی طرح معاونت کرتا ہے۔ افقی سطح پر، قوافی کی بُنت کاری کا فوری نتیجہ، قوافی کے مابین کئی طرح کا اُستوار تعلق ہے۔ یہ شاعرانہ سیاق وسباق معنیات کو قطعی طور پر محدود کر دیتا ہے۔(۱۱) اور یہ عمل، معیاری قوافی کے حوالے سے واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ قافیہ پیمائی کس طرح معانی کو محض قوافی سے متعلق اور پابند کر دیتی ہے اور غزل میں جہاں یہ پابندی ردیف تک پھیل جاتی ہے، شاعر محض چند موضوعات کا ہو کر رہ جاتا ہے، جو ان قوافی اور ردیف کے تابع ہوتے ہیں۔ عمودی سطح پر، تاہم، قوافی کے اثرات کا مطالعہ بہت ہی کم کیا گیا ہے۔ قافیہ پیمائی کی پابندی، نارمل گوئی کے بہاؤ میں خلل انداز ہوتی ہے اور ایک ایسا میڈیم پیدا کر دیتی ہے جو استعاروں اور علامتوں کے لیے زیادہ ساز گار ہو جاتا ہے یہی وہ نکتہ ہے جس سے غزل کی رمزیت اور ایمائیت کے بھید رکھتے ہیں۔ بعینہٖ نظم میں جہاں جہاں قافیہ پیمائی اور ردیف آرائی کی جائے گی، استعاراتی علامتی زبان کے لیے رستہ صاف ہوتا جائے گا۔ چنانچہ نظم اقبال میں قوافی نے اقبال کی استعاراتی علامتی زبان کے لیے راستہ بنایا ہے

مسجد قرطبہ میں برتے جانے والے قوافی درج ذیل ہیں:

حادثات / حیات / ممات، ذات / صفات، ذات / ممکنات / کائنات، بات / رات / بے ثبات، دوام / تمام / مقام / حرام / تھام / نام / کلام، کاس الکرام / صہبائے خام، تارِ حیات / نارِ حیات، وجود / بود / نمود / سرود، دِل / سل، فیروز / سوز، سرود / کبود / سجود / درود، جلال / جمال، دلیل / جلیل / جمیل، پائیدار / بے شمار، نخیل / جبریلؑ / خلیل، نیل / جیل، عجیب / غریب، ذوق / شوق، زرہ / پنہ، راز / گداز، ناز / کارساز، بے نیاز، قلیل / جلیل، دلنواز / پاک باز، گفتگو / جستجو، رزم / بزم، نرم / گرم، حاصل / محفل، نیاز / ناز، مجاز، مبیں / زمیں، نہیں / کہیں، یقیں / نہیں / راہ بین، جبیں / نشیں، ہواؤں / نواؤں، آسماں / اذاں / جاں / نشاں / رواں / جہاں، زباں، سحاب / آفتاب / شباب / خواب / حجاب / ناب

نظم میں صرفی متوازیت بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ صرفی متوازیت ایک ہی مارفیم کی لسانی تکرار سے در آتی ہے۔

صرف اُردو ہی میں نہیں انگریزی شاعری میں بھی صرفی متوازیت کی مثالیں خال خال دیکھی جاتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نُورِ حیات، عشق سے نارِ حیات

یہاں مارفیم "تارِ، نارِ" کی تکرار سے صرفی متوازیت در آئی ہے۔

مارفیم "بے" تکرار دیکھیے!

اس کی زمیں بے حدود، اس کا اُفق بے ثغور

مارفیم "کار" کی تکرار،

غالب و کار آفریں، کار کشا و کار ساز

مارفیم "دل" کی تکرار،

اُس کی ادا دل فریب، اس کی نگہ دل نواز

مارفیم "دم" کی تکرار

نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو

مارفیم "پاک" کی تکرار

رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز

شعر میں لغوی متوازیت تب در آتی ہے جب اسماء یا افعال کی تکرار ہو یا پھر معنیاتی طور پر شعر میں مربوط الفاظ یا تراکیب کی تکرار ہو۔ مثلاً مترادفات یا متضاد الفاظ کی تکرار سے پیدا ہونے والی متوازیت لغوی ہو گی۔

نظم "مسجدِ قرطبہ" میں لغوی متوازیت زیادہ تر اسماء کی تکرار سے پیدا ہوئی ہے۔ نظم میں اسماء کی ایک کثیر تعداد نظر آتی ہے۔ یہ اسماء زیادہ تر تراکیب کی شکل میں ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

سلسلۂ روز و شب، نقش گرِ حادثات
سلسلۂ روز و شب، اصلِ حیات و ممات

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

یہاں نظم میں موجود لغوی متوازیت کی چند موٹی مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ وگرنہ مسجدِ قرطبہ میں ایسے اشعار کم ہی نکلیں گے جن میں لغوی متوازیت موجود نہیں ہے۔

سلسلۂ روز و شب ، تار حریر دورنگ

جس سے بناتی ہے ذات، اپنی قبائے صفات

سلسلۂ روز و شب ، ساز ازل کی فغاں

جس سے دکھاتی ہے ذات ،زیر و بم ممکنات

سلسلۂ روز و شب ، سیرفیٔ کائنات

اوّل و آخر ،فنا ، باطن و ظاہر ، فنا

نقش کہن ہو کہ نو ، منزلِ آخر ، فنا

یہاں نظم میں برتے جانے والے اسماء کی ایک فہرست مرتب کی جارہی ہے ان کی کثیر تعداد نہ صرف نظم کا اسمیہ رنگ واضح کر دی ہے بلکہ ان اسماء کی تکرار مسلسل لغوی۔ معنیاتی متوازیت بن جاتی ہے۔

سلسلۂ روز و شب، نقشِ گرِ حادثات، اصلِ ممات، تار حریر و دورنگ، ذات، قبائے صفات، سازِ ازل، فغاں، زیر و بم ممکنات، سیرفی کائنات، کم عیار، موت، برات، شب و روز، حقیقت دن، رات، زمانے، رو، آنی، فانی، معجزۂ ہائے من، کار جہاں، بے ثبات، اوّل و آخر، فنا، باطن و ظاہر، نقشِ کہن، نو، منزلِ آخر، نقش، رنگِ ثبات، دوام، مردِ خدا، تمام، عمل، عشق، صاحب، فروغ، اصلِ حیات، حرام، تند، سبک سیر، زمانے، رو، سیل، تقویم، عصرِ رواں، نام، جبریلؑ، دلِ مصطفیٰؐ، خدا، رسول، کلام، پیکرِ گل، تابناک، صہبائے خام، کاس الکرام، فقیہِ حرم، امیر جنود، ابن السبیل، ہزاروں، مقام، مضراب، نغمۂ تارِ حیات، نورِ حیات، نارِ حیات، حرم، قرطبہ، وجود، سراپا، دوام، رفت و بود، رنگ، خشت و سنگ، چنگ، حرف و صوت، معجزۂ فن، خونِ جگر، نمود، قطرۂ خونِ جگر، رسل، دل، صدا، سوز، سرور، سرود، دل فروز، سینۂ نور، کشود، فضا، نوا، دلوں، حضور، عرشِ معلیٰ، سینۂ آدم، کفِ خاک، سپہر کبود، حد، پیکرِ نوری، سجدہ، میسر، سوز و گداز و سجود، کافر، ذوق و شوق، دل، صلوۃ و درود، شوق، لَے، نَے، نغمۂ اللہ ھو، رگ و پے، جلال و جمال، مردِ خدا، دلیل، جلیل، جمیل، پائیدار، سُتوں، بے شمار، شام، صحرا، ہجومِ نخیل، در و بام، وادیٔ ایمن، نور، منارِ بلند، جلوہ گہ جبرئیل، مردِ مسلماں، اذانوں، فاش، سرِ کلیم و خلیلؑ، زمیں، بے حدود، افق، بے ثعنور، سمندر، فوج، دجلہ، دینوب، نیل، زمانے، عجیب، فسائے عجیب، عہد کہن، پیامِ رحیل۔

جب کسی بھی لفظ کی لسانی تکرار قاری کی توجہ کو بار بار اپنی طرف منعطف کر کے اس کو کسی ایک نکتے کی طرف لائے۔ تو یہ محض لغوی نہیں بلکہ معنیاتی طور پر بھی اہم ہو جاتی ہے۔ مثلاً پہلے چار اشعار میں "سلسلۂ روز و شب" کی پانچ (5) بار تکرار، قاری کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرتی ہے اور سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ "سلسلۂ روز و شب" کوئی اہم نکتہ ہے جسے اسے سوچنا ہے۔ اور یہی فور گراؤنڈنگ کا مقصد بھی ہے۔ چنانچہ نظم آغاز ہی سے قاری کی توجہ کو بری طرح جکڑ لیتی ہے۔

یہی عالم ان تمام دیگر اسماء مجرّد، اسمائے صفت، افعال وغیرہ کا ہے جس کی بار بار لسانی تکرار سے قاری کو بار بار نظم کے مرکزی موضوع سے متعلق کیا جارہا ہے اور ان کی لسانی تکرار لغوی، معنیاتی متوازیت پیدا کر رہی ہے۔

لغوی، معنیاتی متوازیت کی ایک اہم مثال لفظ، عشق ہے۔ نظم میں "عشق" بیس (20) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ دسویں شعر سے سترھویں (17ویں) شعر تک اور اس کے بعد گاہے گاہے عشق کی لسانی تکرار، جہاں لغوی اور ابتدائی متوازیت پیدا کر دی ہے وہیں یہ فور گراؤنڈنگ کے اُصول کے مطابق "توجہ دلاؤ نوٹس" بھی ہے۔ اور شاعر عشق کو ایک اہم نکتے کے طور پر اُبھارنے میں کامیاب رہا ہے۔

نظم کے متعلق جو لسانی نشانات، شاعر کے ذہن میں متواتر گردش کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک "عشق" ہے جو ایک "نوڈ" کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں "عشق" کی نوڈ سے جڑے الفاظ کون کون سے ہیں۔۔۔۔۔۔۔!

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

مردِ خدا۔ عمل۔ اصلِ حیات۔ فروغ، تند، سبک سیر، سیل، تھام، موت، حرام، تقویم، عصرِ رواں، زمانے، نام، دمِ جبرئیلؑ، دلِ مصطفیٰؐ، خدا، رسول، کلام، مستی، پیکرِ گِل، تابناک، صہبائے خام، کاس الکرام، فقیہ حرم، امیر جنود، ابن السبیل، مقام، مضراب، نغمۂ تارِ حیات، نُورِ حیات، تارِ حیات، حرمِ قرطبہ، وجود، دوام، رفت وبود، عقل، منزل، حاصل، حلقۂ آفاق، گرمیٔ محفل، بندۂ مومن۔

ابھی تک ہم نے نظم "مسجدِ قرطبہ" پر فور گراؤنڈنگ کے ایک پہلو یعنی لسانی متوازیت کے حوالے سے بات کی ہے۔ نظم میں زبان کو فور گراؤنڈ کرنے کے لیے اقبال نے لسانی انحراف سے بھی برابر کام کیا ہے۔

جب کوئی مصنّف اپنی زبان کو تخلیقی معیار پر لانا چاہتا ہے تو وہ عام روز مرہ کی زبان سے شعوری انحراف کرتا ہے اور لفظیاتی، قواعدی اور ہیئتی سطح پر ارکان میں تبدیلی اور تحریف کرتا ہے تاکہ قارئین کو ششدر کیا جاسکے اور ان کے ذہنوں پر اپنی تحریر کا نقش ثبت کیا جاسکے۔ تخلیقی قسم کی زبان، تکنیکی طور پر، لسانی انحراف کے نتیجے میں وجود میں آتی ہے۔ یعنی مصنّف ایک نئی تخلیقی زبان وجود میں لاتا ہے جو روز مرہ یا مروّجہ ادبی زبان کی روایت یا نارم (norm) سے انحراف کر جاتی ہے۔

چنانچہ لسانی انحراف وہ عمل ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف مروّجہ اصول وضوابط بلکہ قاری کی توقعات بھی توڑ دی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر متن کا فونٹ یا خط ہی تبدیل کر دیا جائے، خط نسخ یا نستعلیق کے بجائے اُردو متن اگر سینز کومک (sans comic) میں نظر آنے لگے، تو قاری کو جو عام طور پر اُردو اس خط میں پڑھنے کا عادی نہیں حیرت کا شاندار دھچکا لگے گا اور اس طرح قاری کی توجہ، متن کے مواد کی بجائے اس کی ظاہری ساخت یا ہیئت کی طرف مبذول ہو جائے گی۔ اور دیر تک اس کی یادداشت میں ٹھہری رہے گی اور یہی "توجہ دلاؤ نوٹس" ہی فور گراؤنڈنگ کا اصل مقصد ہے۔

"فور گراؤنڈنگ لسانی یا سماجی طور پر تسلیم شدہ نارم سے تحریک شدہ انحراف ہے۔"(۱۲)

لیچ کے مطابق لسانی انحراف شعری تخلیق کا پیش خیمہ ہے اس کے ذریعے مصنّف جو کہنا چاہتا ہے قاری تک پہنچا پاتا ہے اور قاری تخلیق کی لسانی معنویت کو محسوس کر لیتا ہے۔

مسجدِ قرطبہ میں سکتہ ستاون، 57 مرتبہ، فجائیہ تین (3) مرتبہ اور ندائیہ ایک بار استعمال ہوا ہے۔ اقبال اکادمی سے چھپنے والے اس کلیات کا فونٹ ایرانی نستعلیق ہے۔ ایک بار قوسین کا استعمال "مسجدِ قرطبہ" کے عنوان کے نیچے درج نوٹ کے گرد خود اقبال کی جانب سے کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خاص خطی انحراف نمایاں نہیں ہے۔

صوتی تحریفات میں فُغاں، منارِ بلند، پنہ، زمیں، جبیں، بیں، مبیں، نشیں، جاں، نشاں، دیں، فرانسیس، زباں، تہ، جلوہ گہ، جبرئیل، مسلماں شامل ہیں۔

صرفی انحراف میں کم عیار، بے ثعنور، بے حدود، درمِ گفتگو، دمِ جستجو، جیسے منحرف مارفیموں کا استعمال وغیرہ شامل ہے۔

نظم میں لغوی تحریفات کثیر ہیں۔ لغوی انحراف کی واضح ترین صورت نئے الفاظ کی ایجاد یعنی neologism ہے۔ اقبال نے اُردو شاعری میں کثیر الفاظ وتراکیب داخل کیے ہیں جو محض ان کے ساتھ خاص ہیں اس نظم میں آپ کو ایسے الفاظ وتراکیب کی بھرمار ملے گی، جو اقبال سے پہلے اُردو شاعری میں داخل دفتر نہیں تھے۔

سلسلۂ روز وشب، نقشِ گرِ حادثات، اصلِ حیات وممات، تارِ حریرِ دورنگ، قبائے صفات، سازِ ازل، زیر وبم ممکنات، صیرفی کائنات، آنی وفانی، معجزہ ہائے ہنر، رنگِ ثبات دوام، اصلِ حیات، عصرِ رواں، دمِ جبرئیلؑ، دلِ مصطفیٰؐ، پیکرِ گِل، صہبائے خام، امیر جنود، ابن السبیل، نغمۂ تارِ حیات، نورِ حیات، نارِ حیات، سوز وسرور وسرود، سہپرِ کبود، کافرہندی، جلیل وجمیل، ہجوم نخیل، سرِ کلیم و خلیلؑ، مردِ خدا، دجلہ ونیوب ونیل، پیامِ رحیل، ساقیٔ اربابِ ذوق، فارسِ میدانِ شوق، مردِ سپاہی، سایۂ شمشیر، غالب وکار آفریں، کارکشاو کارساز، خاکی ونوری نہاد، بندۂ مولا صفات، دمِ گفتگو، دمِ جستجو، پاک دل وپاک باز، نقطۂ پرکارِ حق، وہم وطلسم ومجاز، حلقۂ آفاق، کعبۂ اربابِ فن، سطوتِ دینِ مبیں، حرمِ مرتبت، حاملِ خلقِ عظیم، صاحبِ صدق ویقیں، رمزِ غریب، تربیتِ شرق وغرب، ظلمتِ یورپ، خوش دل وگرم اختلاط، سادہ وروشن جبیں، عشق بلاخیز، قافلۂ سخت جاں، شورشِ اصلاح دیں، عصمتِ پیر کنشت، کشتیٔ نازک، چشم فرانسس، ملتِ رومی نژاد، لذتِ تجدید، رازِ خدائی، گنبدِ نیلوفری، لعلِ بدخشاں، دخترِ دہقاں، آبِ روانِ کبیر، چہرۂ افکار، روحِ امم، کشمکشِ انقلاب، صورتِ شمشیر۔

یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اقبال چونکہ ایک نئی فلاسفی کو زبانِ شعر میں ڈھال کر داخلِ دفتر کرنا چاہتے تھے۔ اور اس کے لیے مروّجہ زبان اہل نہیں تھی اور لامحالہ اقبال کو زبان میں لغوی تحریفات کرتے ہوئے مفرس ومعرّب تراکیب کی ایک نئی کھیپ تیار کرنی پڑی۔ اور کہیں کہیں ہندی اور انگریزی کا پیوند بھی لگانا پڑا۔ اس طرح ایک منفرد زبان وجود میں آئی جو اقبال کے ساتھ مخصوص ہے۔

اقبال کے ہاں لغوی انحراف، محض لغوی نہیں بلکہ لغوی۔ معنیاتی انحراف (Lexico-semantic deviation) ہے۔ ان کے ہاں نئی تراشیدہ تراکیب، ایک نیا جہانِ معانی آباد کرتی ہیں جو عام شاعر کی نظر سے اوجھل تھا۔

نظم کا اسلوبیاتی مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں علامتی یا استعاراتی زبان کی اس اہمیت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے جس کا تعلق زبان کے کوڈ کو مدِ نظر رکھنے سے ہے اور یہ صرف زیبائشی نہیں بلکہ کارآمد کام ہے۔ علامتی زبان متن میں "معنوی نشان نما" کا کام کرتی ہے اور تخلیق کاروں کی مدد کرتی ہے تاکہ وہ فن پارے کی ہیئت (فارم) کے حُسن تخلیق کر سکیں۔(۱۳)

اس میں کوئی شک نہیں کہ علامتی زبان کو مشرقی محسنات شعری اور یونانی قدیم خطابیہ اسلوبیات، قرونِ وسطیٰ کی جمالیاتی اسلوبیاتی میں ایک اہم مقام حاصل رہا ہے اور اس سے آرائش وزیبائش کا کام لیا جاتا رہا ہے، لیکن اسلوبیاتی مطالعے میں بھی اس سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ یہ شاعر کو اس قابل بناتی ہے کہ کسی زبان کے خفتہ امکانات کو برت سکے اور اس سے اسلوبیاتی تاثر پیدا کر سکے۔ خاص طور پر علامتی زبان کا یہ استعمال نثر کی بہ نسبت شاعری میں زیادہ ہوتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

"وہ چیز جو شاعری کو دیگر دو اصناف سے ممیّز کرتی ہے وہ زبان کا تخیّلاتی استعمال ہے، جس کے مطابق شاعر لفظوں کا علامتی استعمال کرتا ہے اور جس سے محسنات شعری کا استعمال بڑھتا ہے، جسے شاعری میں امیجری یا محاکات نگاری کہا جاتا ہے۔"
(۱۴)

چنانچہ علامتی زبان صرف آرائش اور زیبائش کی زبان نہیں ہے بلکہ اسلوبیاتی مطالعے میں اس کی اہمیت، الفاظ کو ان کے مخصوص اور ٹھوس مفاہیم دان کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ واضح شاعری میں ہم الفاظ کے ظاہری معانی کی تہہ میں چھپے ہوئے خفتہ معانی کی تلاش کرتے ہیں۔ اسلوبیات اسے زبان کی داخلی ساخت (Deep Structure) اور ظاہری ساخت (surface structure) کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ یہ اصطلاحیں سب سے پہلے نوم چومسکی نے استعمال کیں۔(۱۵) علامتی زبان کی اسلوبیات میں کیا اہمیت ہے؟ کہتے ہیں:

"علامتی زبان شعری فنون کے لیے خصوص اہمیت رکھتی ہے۔ اس حوالے سے کہ شاعری میں الفاظ کی کھپت کم کرتی ہے اور اسی وقت تخلیق کو تصویری، ٹھوس اور مناسب بنا دیتی ہے۔"(۱۶)
یعنی علامتی یا استعاراتی زبان کی لسانی تحریفات بدولت ایسی گتھی ہوئی تراکیب وجود میں آتی ہیں۔ جن سے سمندر کو کوزے میں بند کیا جاتا ہے اور اس طرح الفاظ کی کھپت زبان میں کم ہو جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ زبان متن کو فور گرائونڈ کرتی ہے اور قاری کی توجہ متن کے مخصوص حصّوں کی طرف لے کر آتی ہے اور بعض حصّوں کو پس منظر میں لے جاتی ہے۔
اقبال کے ہاں علامتی زبان اُردو شاعری میں نہایت کامیابی سے برتی گئی ہے۔ مسجدِ قرطبہ میں مفرس و معرّب تراکیب، اور مرکبات اور مخصوص علامتوں سے ابلاغ کیا گیا ہے۔ اقبال کی ہاں علامتیں اس قدر بلیغ ہیں کہ معانی لفظوں کے پردے پھاڑ کر دلوں کو چیرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یہی وہ نقطہ ہے جو خواص کے علاوہ عوام میں بھی کلام اقبال کی اثر پذیری کی وضاحت کرتا ہے۔

**حوالہ جات**


۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، "کلیاتِ اقبال"، اقبال اکادمی پاکستان، 1997ء اشاعت چہارم، ص419
۲۔ ایضاً
۳۔ ایضا
4۔ Jeffries, Lesley Mclntyre Daniel , "Stylistics",Cambridge University Press, 2010 Pg.1
5۔ Leech, Geoffrey, "Language in Literature: Style and Foregrounding, Routledge, 2014, Pg. 29
-6 Leech, Geoffrey, "Language in Literature: Style and Foregrounding, Routledge, 2014, Pg. 29
-7 slideshare.not/bhattigr8/types-of-parallelism, retrieved on 23-3-21
-8 Leech ,Geoffrey, "A Linguistic Gudie to English Poetry " Routledge, 2014 Pg.73,99,10,85,111,66, pg82
-9 Leech, Geoffrey, "A Linguistic Guide to English Poetry" Routledge, 2014, Pg. 65
۱۰۔ خلیل احمد بیگ، مرزا، "مغرب کے چند اُسلوبیاتی نظریہ ساز" مشمولہ "اُردو میں اسلوب اور اسلوبیات کے مباحث" سٹی بک پوائنٹ کراچی، ص153
-11 Nemoianu, Virgil, "Levels of Study in the Semantics of Rhyme "Style, Volume. 5, No. 3, 1971 Pg. 246- 264, JSTOR, www.jstor,org/stable/42945112,Accessed 30 Jan, 2021
-12 Leech, Geoffrey, "Language in Literature: Style and Foregrounding, Routledge, 2014, Pg. 29
-13 Yeibo, Ebi, "Figurative Language and Stylistic Function in J.P Clark _ -Bekederemo's Poetry"Journal of Language Teaching and Research, Volume.3, Pg.180-187, 2012
-14 Yeibo, Ebi, "Figurative Language and Stylistic Function in J.P Clark _ -Bekederemo's Poetry"Journal of Language Teaching and Research, Volume.3, Pg.180-187, 2012
-15 Chomsky, Noam, "Deep Structure, Surface, Structure and Semantic_Interpretation, India University, 1969
-16 Yeibo, Ebi, "Figurative Language and Stylistic Function in J.P Clark _ -Bekederemo's Poetry"Journal of Language Teaching and Research, Volume.3, Pg.180-187, 2012